افکار معاصرین

"شیخ الاسلام" اور انکے حواریوں نے شیعیت کی بنیادیں ہلا ڈالیں

لانگ مارچ میں اپنے لیے حسینیت اور حکومت کیلئے یزیدیت کی شیعی اصطلاحات استعمال کیں اور پھر حکومت سے مذاکرات کے بعد صلح کرلی گویا حسینیت اور یزیدیت میں اتحاد ہو گیا

اعتراض پر طاہر القادری نے واشگاف الفاظ میں درست کہا کہ سیدنا حسینؓ نے کربلا کے میدان میں خود یزید سے معاملات طے کرنے کی پیشکش کی تھی

علامہ صاحب کے ایک حواری نے ٹی وی اینکر کے سوال کے جواب میں کہا سیدنا حسینؓ جہاد کیلئے کربلا نہیں گئے تھے سیاسی مقاصد کیلئے گئے تھے

نادان دوستوں کی دوستی کا خمیازہ دشمنوں کی دشمنی سے بھی زیادہ تباہ کن ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری المعروف "شیخ الاسلام" بھی اہل تشیع کیلئے ایسے ہی نادان دوست ثابت ہوئے جنہوں نے شیعیت کی نظریاتی بنیادیں ہلا ڈالیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے ہاں اہل تشیع کے انداز کی مجلسیں بھی ہوتی ہیں اور رونا دھونا بھی۔ اہل تشیع کی خدمت میں طاہر القادری کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے اہل تشیع کے نظریات اہل سنت کی کتابوں سے کھینچ تان کر نکالے اور پھر ان کی تصدیق بھی کی حسینیت اور یزیدیت اہل تشیع کی اصطلاحات ہیں اور ان کے نظریات وعقائد زیادہ تر ان ہی پر استوار ہیں ان کی مجلسوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی زیادہ ذکر حسینیت کا ہوتا ہے۔

سیرت رسولؐ سے زیادہ بیان سیرت حسینؓ کا ہوتا ہے۔ یہ غزوہ بدر، احد اور خندق جیسے حق و باطل کے معرکوں سے زیادہ موضوع بحث واقعہ کربلا کو بناتے ہیں وہ اچھائی کے سارے پہلو واقعہ کربلا سے اخذ کرتے ہیں اسی طرح دنیا کے تمام شر کا منبع اس وقت کے مسلم حکمران یزید کو قرار دیتے ہیں تمام برائیوں کی نسبت یزیدیت سے کرتے ہیں ڈاکٹر طاہر القادری نے بھی لانگ مارچ کے دوران حسینیت اور یزیدیت کی

اصطلاحات ہی استعمال کیں انہوں نے قرار دیا کہ وہ حسینی مشن کیلئے نکلے ہیں اوران کے مدمقابل یزیدیت ہے انہوں نے اپنی گفتگو اور تقاریر میں کئی مرتبہ ان اصطلاحات کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کیلئے استعمال کیا۔

اہل تشیع کے نزدیک تو حسینیت اور یزیدیت میں صلح کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اگر ایسا ہو گیا تو ان کے مذہب اوران کی سیاست کی بنیادیں ہی منہدم ہو جائینگی لیکن ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی عزت بچانے کیلئے اپنے دوستوں کی نظریاتی بنیادیں ڈھانے سے بھی گریز نہیں کیا اور ''یزید وقت'' کی طرف صلح کا ہاتھ بڑھا دیا۔ ڈاکٹر صاحب ''یزیدیت'' سے مذاکرات کیلئے اس قدر بے چین تھے کہ گھنٹوں کے الٹی میٹم دیتے رہے اور پھر ''یزیدی مذاکراتی ٹیم'' سے بڑے خوشگوار ماحول میں مذاکرات پورے فرمائے اور پھر میڈیا کے سامنے انتہائی فخر کے ساتھ قوم کو مذاکرات کی کامیابی کی خوشخبری سنانے لگے۔ یہ کارنامہ بھی ڈاکٹر طاہر القادری کے حصے میں آیا کہ کم وبیش چودہ سو سال بعد حسینیت اور یزیدیت کے درمیان کامیاب مذاکرات اور صلح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ٹی وی اینکرز نے جب ڈاکٹر صاحب کے سامنے حسینیت اور یزیدیت کے درمیان مذاکرات کا سوال رکھا تو انہوں نے بجا طور پر برملا کہا کہ خود سیدنا حسینؓ بھی یزید سے مذاکرات کیلئے نہ صرف آمادہ تھے بلکہ آپؓ نے کوفی فوج کے سامنے جو تین آپشن رکھے تھے ان میں سے ایک یہی تھا کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو میں خود اس سے معاملات طے کرلوں گا۔ گویا ڈاکٹر صاحب نے اس سارے پروپیگنڈے سے ہوا نکال دی جو ''شیعہ ذاکرین کرام'' بڑی شدت کے ساتھ محرم کی مجالس میں کرتے ہیں۔ سچ یہی ہے کہ سچ اپنے پیروں پر کھڑا ہوتا ہے اور جھوٹ صرف پروپیگنڈے کے سہارے کھڑا رہتا ہے اسی طرح 16 جنوری حامد میر کے پروگرام ''کیپٹل ٹاک'' میں بھی علامہ کے ایک حواری نے جہاد کشمیر پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاد ریاست کی سطح پر ہوتا ہے ریاست کی اجازت کے بغیر ہونے والا جہاد، جہاد نہیں ہے اس پر انصار عباسی جو خود بھی مہمان کی حیثیت سے شریک تھے نے کہا کہ سیدنا حسینؓ نے کس ریاست کی اجازت سے جہاد کیا تو علامہ کے حواری نے فرمایا کہ سیدنا حسینؓ کربلا جہاد کیلئے نہیں گئے تھے۔ سیاسی مقاصد کیلئے گئے تھے۔ اہل تشیع کی نمائندہ جماعت مجلس وحدت مسلمین نے علامہ کے دھرنے میں بھرپور اور اعلانیہ شرکت کی گویا یزیدیت سے صلح میں خود حسینیت کے سچے علمبردار بنفس نفیس شریک تھے۔ (بشکریہ: پندرہ روزہ ''حدیبیہ'' کراچی)

لاہور ہائیکورٹ کے کمیشن نے طاہر القادری کے بارے میں کیا لکھا تھا؟

ملکی سیاسی منظرنامے پر سیاست نہیں ریاست بچاؤ کا نعرہ لے کر اچانک نمودار ہونے والے پاکستان عوامی تحریک کے رہنما ڈاکٹر طاہر القادری کو لاہور ہائیکورٹ 1990ء میں ایک ایسی ذہنیت کا حامل شخص قرار دے چکی ہے جو اپنے سیاسی مفاد کیلئے کسی کا بھی استحصال اور استعمال کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری پر قاتلانہ حملے کی تحقیقات کرنے والے لاہور ہائیکورٹ کے کمیشن نے اس کوشش کو سوچی سمجھی کاروائی قرار دیا جو ان کی ذہنیت کی واضح عکاس ہے۔ پنجاب حکومت کے ممکنہ قانون کے مطابق لاہور ہائیکورٹ کے کمیشن کی اس رپورٹ کو بھی چیلنج نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے 23 دسمبر کو مینار پاکستان لاہور میں اپنے جلسہ عام کے دوران متعدد بار جس آئین کا حوالہ دیا یہی آئین انہیں آرٹیکل 62 ایف پر پورا نہ اترتے ہوئے ممبر پارلیمنٹ بننے سے بھی روک سکتا ہے۔ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے 21 اپریل 1990 کو اپنے اوپر ہونے والے قاتلانہ حملے کا ذمہ دار پنجاب حکومت کو قرار دیا تھا جس کے بعد حکومت پنجاب نے اس معاملے کی تفتیش کیلئے ایک رکنی کمیشن تشکیل دیا تھا۔ جسٹس اختر حسن نے فیصلے میں لکھا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی جانب سے غیر ضروری اور غیر منصفانہ تنقید کے بعد لاہور ہائیکورٹ کے اس وقت کے معزز جج جسٹس فضل کریم نے اس تحقیقاتی کمیشن کی سربراہی سے انکار کر دیا تھا۔ جسٹس فضل کریم نے 14 جولائی 1990ء کو اس کمیشن کا حصہ بننے سے انکار کیا جس کے بعد حکومت نے نوٹیفکیشن میں ترمیم کرتے ہوئے جسٹس اختر حسن کو ایک رکنی تحقیقاتی کمیشن کا رکن نامزد کر دیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے کمیشن کے سامنے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ جماعت اسلامی اور اسلامی جمہوری اتحاد کے کارکنوں نے انہیں قتل کرنے کی کوشش کی۔ ایک گواہ مفتی غلام سرور قادری نے کمیشن کے روبرو بتایا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے جنرل ضیاء الحق کی متوقع طور پر مسجد آمد کی اطلاع پر نماز جمعہ کی ادائیگی میں 45 منٹ تاخیر کی، کمیشن کو یہ بھی بتایا کہ قاتلانہ حملے کی کوشش کے دوران ڈاکٹر طاہر القادری کے گھر کے بیت الخلاء کی چھت سے گولیوں کے 20 خول ملے جن میں سے 10 موصوف نے خود پولیس کے حوالے کئے۔ اس وقت کے ایس پی ملک محمد اشرف جو کہ فارنسک سائنس لیبارٹری کے انچارج بھی تھے، نے بیان دیا کہ طاہر القادری نے ازخود ان مقامات کی نشاندہی بھی کی جہاں گولیوں کے نشان موجود تھے۔ 19 گولیوں کے نشانات گھر کے اندر جبکہ تین نشانات بیرونی دیوار پر ظاہر کئے گئے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے کمرے کے باہر پائے گئے۔

نشانات گولیوں کے نہیں تھے۔ ایس پی ملک اشرف نے تحقیقاتی کمیشن کو بیان دیا کہ کھڑکی کے شیشے پر پائے گئے نشانات اصل گولیوں کے نہیں تھے۔ کیونکہ گولیاں لگنے کے بعد شیشہ اصل حالت میں تھا حالانکہ اس کے ٹکڑے ہونے چاہییے تھے۔ فارنسک ماہرین نے بھی اعلان کیا کہ باتھ روم کی چھت سے ملنے والی گولیوں کے خول بھی ٹیکنیکی طور پر غلط تھے کیونکہ انہیں جس فاصلے اور اینگل سے فائر کیا گیا وہ ڈاکٹر طاہر القادری کے دعویٰ کی نفی کرتے تھے۔ کمیشن کو بتایا گیا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے گھر کی چھت پر خون کی لکیر پائی گئی جس سے پتہ چلتا تھا کہ کوئی شخص بھاگ کر ہمسایوں کی چھت پر گیا ہو۔ لیبارٹری ٹیسٹ سے بھی پتہ چلا کہ خون نے لوتھڑے کی شکل اختیار نہیں کی اور اس میں کیمیکل بھی پایا گیا جس کی وجہ سے یہ خشک بھی نہیں ہوا۔ پولیس نے سانحہ کی تفتیش کیلئے سرگرمی کا مظاہرہ کیا تاہم ڈاکٹر طاہر القادری نے ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا۔

ڈاکٹر طاہر القادری نے اس حوالے سے ایف آئی اے کو ایک درخواست بھی دی۔ ایڈووکیٹ جنرل نے تحقیقاتی کمیشن کو آگاہ کیا کہ ڈاکٹر قادری نے اسلامی جمہوری اتحاد اور پیپلز پارٹی کے باہمی اختلافات سے بھی فائدہ اٹھایا۔

ڈاکٹر طاہر القادری کو اس حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی کے وفادار وکیلوں کی خدمات بھی حاصل تھیں اور موصوف کو دراصل پیپلز پارٹی کو فائدہ پہنچانے کیلئے منتخب کیا گیا تھا۔ کمیشن نے بعد میں ان الزامات میں کسی حد تک سچائی کی موجودگی کا بھی اظہار کیا۔ تحقیقاتی کمیشن نے قرار دیا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے گھر پر فائرنگ کا واقعہ دراصل ان کی اپنی کاروائی کا شاخسانہ ہے۔ کمیشن نے قرار دیا کہ ڈاکٹر طاہر القادری خواب دیکھنے کے بہت شوقین ہیں اور وہ اس حوالے سے نبی کریمؐ کے خواب میں آنے کا ذکر بھی کر چکے ہیں۔ کمیشن نے ڈاکٹر طاہر القادری کی اس سوچ کو بیمار ذہنیت قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسا شخص ذاتی مفاد کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔

(بشکریہ: روزنامہ ''جنگ'' 25 دسمبر 2012ء)

سٹائلش بیڈنگ حرمین مارکیٹ چوک اہل حدیث جہلم کا افتتاح

مورخہ 26 دسمبر بروز بدھ حرمین مارکیٹ چوک اہل حدیث میں شیخ محمد امجد، شیخ نعمان احمد اور شیخ سلیمان احمد نے سٹائلش بیڈنگ کے نام سے دوکان شروع کی۔ افتتاحی تقریب میں بڑی تعداد میں ان کے دوست احباب اور کاروباری حضرات نے شرکت کی، اس موقع پر رئیس الجامعہ نے درس قرآن ارشاد فرمایا اور کاروبار میں برکت کیلئے دُعا فرمائی۔